جلد ۱۲ — ہجرت ۱۳۵۲ ہش — شمارہ ۵

مئی ۱۹۷۳ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ہجرت ۱۳۵۲ ہش

ربیع الثانی ۱۳۹۳ ہجری مئی ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

قیمت سالانہ: آٹھ روپے — فی پرچہ: پچھتر پیسے

فہرست مضامین

پرنٹر . . . . . چوہدری محمد ابراہیم

مطبع . . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت . . . . . دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۴　　ماہنامہ انصاراللہ ربوہ　　شمارہ ۵

ہجرت ۱۳۵۲ ہش

نظامِ خلافت کی عظیم الشان برکات

اتحاد و ائتلاف اور تعلق باللہ کے ذریعہ نصرتِ الٰہی کا حصول

خلافت نبوت کا تتمہ ہے اور یہ نبی کی وفات کے بعد حقیقی مومنوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان انعام کے طور پر ضرور قائم کی جاتی ہے تاکہ اِس کے ذریعہ سے نبوت کی برکات کو دوام حاصل ہو اور نورِ نبوت بعد کے زمانہ میں دور دور تک پھیلتا چلا جائے اور اس طرح یہ دنیا اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے اور اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا کا پُرخدائی وعدہ تمام و کمال پورا ہو کر اسے بقعۂ نور بنا دے۔

اِس لحاظ سے خلیفہ اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی میں وہی کام سرانجام دیتا ہے جو مامور من اللہ اپنی زندگی میں خدائی حکم کے ماتحت انجام دے رہا ہوتا ہے۔ مامور من اللہ کی بعثت کی دو اہم اور بنیادی اغراض ہوتی ہیں ایک مومنوں کو ناقابلِ تسخیر اتحاد کی لڑی میں پرو کر ان میں بنیانِ مرصوص کی کیفیت پیدا کرنا دوسرے انہیں تزکیہ نفوس اور تطہیرِ قلوب کی دولت سے مالا مال کرکے ان کا خدا تعالیٰ سے براہِ راست تعلق قائم کرنا تا اِس

تعلق باللہ کے نتیجہ میں وہ تائید و نصرت الٰہی کے مورد بنے رہیں اور ان کے ذریعہ سے حق دنیا میں پھیلتا اور غالب آتا چلا جائے۔

مامور من اللہ کی بعثت کی ان دو بنیادی اغراض کے پیش نظر جب ہم خلافت کی عظیم الشان برکات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس کے ذریعہ سے یہ دونوں اغراض بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جہاں تک مومنوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کا تعلق ہے یہ خلافت کے بغیر برقرار رہ ہی نہیں سکتا۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو مومنوں کو اس طرح باندھ کر اکٹھا رکھتی ہے جس طرح بکھری ہوئی لکڑیاں ایک رسی کی مدد سے ایک عظیم گٹھے کی صورت میں بندھی ہوئی ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران آیت ۱۰۴) کا حکم دے کر حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنے اور پراگندہ نہ ہونے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس حبل اللہ سے مراد خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن کے ساتھ وابستگی اور آنحضورؐ کے بعد قائم ہونے والی خلافت کے ساتھ وابستگی اور اس کی اطاعت دونوں شامل ہیں۔

اب جہاں تک حبل کے لغوی معنوں کا تعلق ہے ان میں سے ایک معنی اس رسی یا چیز کے ہیں جس سے بکھری ہوئی اور منتشر اشیاء کو باندھ کر اکٹھا اور مجتمع کر دیا جائے۔ پھر ائمہ لغت نے لکھا ہے کہ حبل امن و امان اور تحفظ و سلامتی کے وعدے یا یقین دہانی کو بھی کہتے ہیں (حوالہ کے لئے دیکھیں انگریزی تفسیر القرآن جلد اول زیر آیت ۱۰۴ سورۃ آل عمران) اب اگر دیکھا جائے تو آیت استخلاف (النور رکوع ۷) میں اللہ تعالےٰ نے مومنوں سے ایمان بالخلافت اور اعمال صالحہ کی شرط کے ساتھ نظام خلافت کے قیام کا جو وعدہ کیا ہے وہ اپنی علت غائی کی رُو سے دراصل امن و امان اور تحفظ و سلامتی ہی کا وعدہ ہے جیسا کہ آیت مذکورہ میں

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا

کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ ان الفاظ کی رُو سے اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو یقین دلایا ہے کہ وہ ان کے درمیان نظام خلافت کو قائم کر کے ان کے دین کو تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کو امن سے بدلتا چلا جائے گا۔ پس نظام خلافت فی الاصل حبل اللہ کا درجہ رکھتا ہے۔ ان معنوں کی رُو سے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کا جو تاکیدی حکم دیا ہے اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ مامور من اللہ سے دلی وابستگی محبت و عقیدت اور اس کی کامل اطاعت کے ساتھ ساتھ اس کے بعد قائم ہونے والے نظام خلافت کو پکڑے رہو یعنی اس کے ساتھ بھی دلی وابستگی

محبت و عقیدت اور کامل اطاعت کا جذبہ پیدا کرو۔ یہ امر تمہیں تفرقہ سے بچا کر باہم متحد و متفق رکھنے کا موجب ہوگا اور تمہارا یہ اتحاد تمہیں دین و دنیا میں کامیاب و کامران کر دکھائے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی رو سے خلافت کا آسمانی نظام جماعتی اتحاد کی جان ہے۔ اس کے بغیر ملت میں کبھی حقیقی اور کامل اتحاد ہو ہی نہیں سکتا۔

اس آخری زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب اللہ تعالےٰ نے آنحضور ہی کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر پھر اتحاد و ائتلاف کی ایک بہت وسیع اور مضبوط بنیاد قائم فرمائی ہے اور جماعت احمدیہ کو خلافت کی عظیم الشان نعمت سے سرفراز فرمایا ہے جو قرآن مجید کی رو سے حبل اللہ کا درجہ رکھتی ہے۔ خلافت کا یہ آسمانی نظام جماعتی اتحاد و ائتلاف کی ایک حتمی اور یقینی ضمانت ہے اس نظام کے ساتھ وابستہ ہوئے اور اس کے ساتھ اپنی وابستگی کو مضبوط سے مضبوط تر بنائے بغیر حقیقی اتحاد قائم رہ ہی نہیں سکتا اور غلبۂ اسلام کے مقصد میں کامیابی میسر آ ہی نہیں سکتی۔ اس حقیقت کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت ہی لطیف پیرایہ میں ذہن نشین کرایا ہے۔ چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اختلاف جہاں بہت ہی مفید ہے وہاں باوجود اختلاف کے وحدت کے نظام کو چاہتا ہے تب یہ نتیجہ خیز اور مثمر ثابت ہو سکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں ایک دوات ہے وہ آسٹریا، جاپان انگلینڈ یا امریکہ سے بن کر آئی ہے وہ الگ ہے۔ پھر سیاہی اور اس کے اجزا کو دیکھو جب تک باہم ملکر وہ متحد نہیں ہو گئے اس سیاہی میں لکھنے اور نقش پذیر ہونے کی طاقت نہ تھی۔ پھر قلم ہے اس میں آجکل کے قلم کو مد نظر رکھ کر دو تین جزو ہیں کچھ لکڑی ہے کچھ لوہا ہے یہ اجزا اگر باہم نہ ملیں تو قلم نہیں بن سکتا۔ پھر قلم بھی ہو لیکن اگر سیاہی کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔ (ضروری ہے کہ) قلم کسی کے ہاتھ میں ہو اور وہ ہاتھ اس کو اس دوات تک لے جائے اور پھر اس سیاہی سے کاغذ پر کچھ لکھے۔

کاغذ کے مختلف اجزاء کو دیکھو اور غور کرو۔ پھر لکھنے کے لئے ہاتھ کی جنبش اور آنکھ کی بصارت اور دماغ کی قوت متاثرہ سے کام نہ لیا جائے۔ تو کچھ بھی نہیں۔ اب تمام پراگندہ صورتوں پر غور کرو پھر ان کے اتحاد کو دیکھو۔ وہ حالت منتشر کیا کچھ مفید ہو سکتی تھی؟ کچھ بھی نہیں۔ لیکن جب ان میں اتحاد اور اختلاط ہوا اور وہ ایک مرکز پر جمع ہو گئیں تو اس سے کتابیں اور نہایت قیمتی تحریریں پیدا ہو گئیں۔ یہ مضمون بجائے خود بڑا وسیع مضمون

ہے اور اس پر غور کر کے نہایت مختصر الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ نظامِ عالم کی رونق اختلاف سے ہے۔ لیکن جب وہ اختلاف ایک مرکز پر متحد ہو۔ اپنے وجود پر غور کرو، کس قدر مختلف چیزوں کا مجموعہ ہے۔ لیکن ان مختلف چیزوں کا اجتماع کیا خوبصورت بن گیا ہے۔
. . . . . . یہ خوب یاد رکھو کہ کثرت میں وحدت کی ضرورت ہے جب تک وحدت نہ ہو کثرت مفید ہی نہیں ہو سکتی۔"

(بدر یکم فروری ۱۹۱۲ء)

الغرض ملّت میں اتحاد و ائتلاف کی روح پھونکنے اور اسے قائم و دائم رکھنے کے لئے کثرت میں وحدت یعنی نظامِ خلافت کا جاری و ساری رہنا از بس ضروری ہے اس کے بغیر اتحاد و اتفاق اور شیرازہ بندی کا بھرم قائم رہ ہی نہیں سکتا۔

ظاہری امن کے علاوہ انسان کو حقیقی امن اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ نفسِ مطمئنہ حاصل کر کے دارالامان میں آجائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی معیت اسے حاصل ہو جائے۔ یہ غرض بھی خلافت کے آسمانی نظام کے ساتھ وابستہ ہوئے اور انوار و برکات خلافت سے مستفیض ہوئے بغیر پوری نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ جب بنی اسرائیل کے ایک نبی نے خلیفہ کے طور پر طالوت کے ظاہر ہونے کی خبر دی تو اس کی ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ تمہیں اس کے ساتھ وابستہ ہونے کے نتیجہ میں ایسے دل ملیں گے جن میں سکینت کا نزول ہوگا اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ تمہارے دلوں کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ:-

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ
سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ
تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

(البقرہ آیت ۲۴۹)

اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اس یعنی (طالوت) کی حکومت کی دلیل یہ بھی ہے کہ تمہیں ایک تابوت ملے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تسکین ہوگی اور اس چیز کا بقیہ ہوگا جو موسےٰ کے متعلقین اور ہارون کے متعلقین نے اپنے پیچھے چھوڑا فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اگر تم مومن ہو تو اس میں تمہارے لئے یقیناً ایک بڑا نشان ہے۔

لغت کی رو سے تابوت کے ایک معنے دل کے بھی ہوتے ہیں جیسا کہ مفردات میں لکھا ہے۔

"قِيْلَ عِبَارَةٌ عَنِ الْقَلْبِ وَ السَّكِيْنَةِ وَ عَمَّا فِيْهِ مِنَ الْعِلْمِ"
یعنی کبھی لفظ تابوت کو استعارۃً دل کے معنے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ پس یہاں تابوت سے مراد دل ہے کیونکہ سکینت دل میں ہوتی ہے نہ کہ تابوت میں اور دلوں کو فرشتوں کے اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ طالوت کے ساتھیوں کو فرشتے قربانیوں پر ابھاریں گے اور ان کی ہمتیں بلند کریں گے یعنی تعلق باللہ کے نتیجہ میں ملائکہ کی تائید و نصرت انہیں حاصل ہوگی اور تعداد میں تھوڑے ہونے کے باوجود وہ اکثریت والوں پر غالب رہیں گے۔ یہ تعلق باللہ اور تائید و نصرتِ الٰہی انہیں خلیفۃ اللہ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے اور اس کی پوری پوری اطاعت کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہوگی۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم فرمایا ہے:۔

"اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ سے فیوض حاصل کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء سے مخلصانہ تعلق قائم رکھا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے۔ چنانچہ اس جگہ طالوت کے انتخاب میں خدائی ہاتھ کا ثبوت یہی پیش کیا گیا ہے کہ تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نئے دل ملیں گے جن میں سکینت کا نزول ہوگا اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ ان کے دلوں کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ گویا طالوت کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں تم میں ایک تغیر عظیم واقع ہو جائے گا، تمہاری ہمتیں بلند ہو جائیں گی تمہارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو جائیگا ملائکہ تمہاری تائید کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور تمہارے دلوں میں استقامت اور قربانی کی روح پھونکتے رہیں گے۔ پس سچے خلفاء سے تعلق رکھنا ملائکہ سے تعلق پیدا کر دیتا اور انسان کو انوارِ الٰہیہ کا مہبط بنا دیتا ہے۔"

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۵۶۱)

پس خلافت کے آسمانی نظام کی دوسری بنیادی اور عظیم الشان برکت یہ ہے کہ خلفاء کے ساتھ دلی وابستگی اور محبت و عقیدت کی راہ سے ان کی اطاعت بجا لانے کے نتیجہ میں تزکیۂ نفوس اور تطہیرِ قلوب کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ اور تعلق باللہ میں ترقی کے نتیجہ میں فرشتوں کی معیت اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت میسر آتی ہے اور جماعت مومنین غلبۂ حق کے مقصد میں کامیاب ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ حق پورے طور پر غالب آجاتا ہے۔

الغرض اتحاد و اتفاق کی ناقابل تسخیر کیفیت اور تعلق باللہ میں ترقی کے ذریعہ نصرت الٰہی کا حصول خلافت کے آسمانی نظام کی وہ عظیم الشان بنیادی برکات ہیں جن کے نتیجہ میں مومن قدم قدم پر بے شمار اَن گنت برکات کے مورد بنتے ہیں اور مخالفتوں کے طوفانوں اور مصائب کی آندھیوں میں بھی ان کا قدم ہر آن ترقی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور وہ حق کو دنیا میں غالب کرنے کا وسیلہ ثابت ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو اور فائز المرام ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آج روئے زمین پر صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو خلافت کے آسمانی نظام کی نعمت اور عظیم الشان انعام سے سرفراز فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وسائل کی کمی اور قلت تعداد کے باوجود یہ چھوٹی سی جماعت اسلام کو دنیا میں سربلند اور غالب کرنے میں وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی توفیق پاتی چلی آرہی ہے کہ ایک دنیا اس پر حیران ہے۔ ہمارا سب سے اہم اور بنیادی فرض یہ ہے کہ ہم اس عظیم الشان نعمت اور انعام کی دل سے قدر کرتے ہوئے اس کے ساتھ اپنی وابستگی کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے اور اطاعت اور خدمت و فدائیت کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ پیش کرتے چلے جائیں تاکہ ہم اتحاد و اتفاق کی دولت سے مالا مال رہتے ہوئے تعلق باللہ میں ترقی اور نصرت الٰہی حاصل کرتے چلے جائیں اور اس طرح برق رفتاری سے آگے ہی آگے قدم بڑھاتے ہوئے غلبۂ اسلام کی آخری منزل پر جا پہنچیں یعنی اس منزل پر جا پہنچیں جو اسلام کے کامل اور حقیقی غلبہ کی آئینہ دار ہو اور یہ کرۂ ارض تمام تر توحید کے متوالوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے اور آپ پر درود بھیجنے والوں سے آباد نظر آنے لگے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اس عہد کو پورے عزم و تہید کے ساتھ نبھانے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

صحابہؓ کے نمونے کو سامنے رکھو!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔" (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء)

ــــ کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ــــ

جماعت احمدیہ کیلئے قیامِ خلافت کی عظیم بشارت

مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا دوسری قدرت بھیجدیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی

"یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی[1] اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت

[1] خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے (مجادلہ آیت ۲۲)

کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً[1]۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسےٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسےٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزلِ مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسےٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں

[1] النور آیت ۵۶

کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔"

(رسالہ الوصیۃ صفحہ ۳ تا ۶)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شفیع یزکّینا ویدنی المبعّدا

آپ وہ شفاعت کنندہ ہیں جو ہمیں پاک کرنیوالے ہیں اور راندۂ درگاہ کو مقرب بناتے ہیں

بشیر نذیر آمر مانع معًا — حکیم بحکمته الجلیلة یقتدی

آپ بشیر ہیں نذیر ہیں حکم دینے والے اور نہی کرنے والے ہیں آپ صاحب حکمت ہیں اور اپنی حکمت جلیلہ کی وجہ سے پیشوا بنے ہیں

هدی الهائمین الی صراط مقوّم — ونوّر افکار العقول وایّدا

آپ نے سرگرداں لوگوں کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت فرمائی ہے اور عقلمندوں کے افکار کو روشن کیا ہے اور مدد دی ہے۔

له طلعة یجلو الظلام شعاعها — ذکاء منیر برجه کان برجدا

اور آپ کے دیدار کا نور تاریکیوں کو روشن کر دیتا ہے۔ آپ ایک روشن آفتاب ہیں اور آپ کا برج ایک چادر ہے۔

له درجات لیس فیها مشارك — شفیع یزکّینا ویدنی المبعّدا

آپ کے بلند درجات ہیں آپ کا کوئی شریک نہیں۔ آپ ہمارے پاک کنندہ ہیں جو راندۂ درگاہ کو مقرب بناتے ہیں۔

وما هو الا نائب الله فی الوری — وفاق جمیعًا رحمة وتودّدا

آپ مخلوق میں خدا تعالیٰ کے نائب ہیں اور رحمت اور محبت میں سب پر فوقیت لے گئے ہیں۔

تخیّره الرحمٰن من بین خلقه — واعطاه ما لم یعط احد من الندی

خدائے رحمٰن نے آپ کو مخلوق سے برگزیدہ کیا۔ اور آپ کو ان انعامات سے نوازا تھا جو اس نے کسی اور کو نہیں دیئے

وقد کان وجه الارض وجهًا مسوّدًا — فصار به نورًا منیرًا واغیدا

تمام روئے زمین سیاہ اور کالی تھی جو آپ کے ذریعہ نور، نور بخش اور خوبصورت ہو گئی۔

(کرامات الصادقین)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صد درودِ خدا بجانش باد

خدا کے سینکڑوں درود آپؐ کی جانِ مبارک پر ہوں۔

تا نباشد مطیعِ آں مسعود   نرسد کس بمنزلِ مقصود

جب تک کوئی شخص آپؐ کا مطیع و فرمانبردار نہ ہو وہ منزلِ مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔

آں چراغِ ہُدا است دنیا را   مے نماید طریقِ مولےٰ را

آپؐ دنیا کے لئے ہدایت کا چراغ ہیں۔ آپؐ خدا تعالیٰ کا راستہ دکھاتے ہیں۔

ہر کہ زو سر کشید شد گمراہ   ناگہاں اوفتاد در تگِ چاہ

ہر شخص جس نے آپؐ کی اطاعت سے سرکشی کی وہ گمراہ ہوا اور ناگہاں کنوئیں کی تہ میں جا گرا

آں کلیمے کہ عرش شد طورش   ہمہ انوار شعبۂ نورش

آپؐ وہ کلیم خدا ہیں کہ آپؐ کا طور عرشِ خدا بن گیا۔ اور تمام نور آپؐ کے نور کا ایک شعبہ ہیں۔

چشمِ شپّر اگر نہ بیند راہ   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر چمگادڑ کی آنکھ راہ نہیں دیکھ سکتی۔ تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔

در بہاراں بپرس از اشجار   سنگ چیست قدرِ ابرِ بہار

بہار کے موسم میں درختوں سے بہار کی قدر پوچھ کہ پتھر کو ابرِ بہار کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔

جانِ ما را ز بندِ جہل وکشاد   صد درودِ خدا بجانش باد

ہماری جان کو آپؐ نے جہالت کے بندھنوں سے نجات دی خدا کے سینکڑوں درود آپؐ کی جانِ مبارک پر ہوں

(درِ مکنون)

خلافت ایک عظیم نعمت ہے جو اس وقت ہم احمدیوں کو حاصل ہے

اس کی قدر کریں اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ایک نعمت عظمیٰ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت ہم احمدیوں کو حاصل ہے وہ خلافتِ راشدہ کا قیام ہے۔ اس کے متعلق میں چند بنیادی باتیں بتا دیتا ہوں ان کی بھی آپ کو قدر کرنی چاہیئے۔ ایک ہے خلافت اور ایک ہے خلیفہ۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ خلافت نظام ہے اور خلیفہ جتنی بھی اللہ تعالیٰ اس کو زندگی دے وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء سے منتخب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو مسندِ خلافت پر بٹھاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصطلاح میں خلافت قدرتِ ثانیہ کی مظہر ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قدرت کا وہ جلوہ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجسم قدرت قرار دیا ہے۔ ہمیں آپ کے وجود میں اور آپ کے مشن میں نظر آتا ہے۔ یعنی قدرت کا یہ جلوہ قدرتِ ثانیہ میں بھی نظر آتا ہے۔ خلافت کے اندر اس عظیم قدرت کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب طریق اختیار کیا ہوا ہے (البتہ یہ عجیب ہماری نگاہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی مشیت تو ہمارے تصوّر سے بالا ہے) اور وہ یہ ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کو جو بالکل کم مایہ اور ناچیز اور جو کچھ بھی نہیں ہوتا اور اپنے آپ کو کچھ بھی نہیں سمجھتا اس کو مسندِ خلافت پر بٹھا دیتا ہے اور اس کمزور اور کم مایہ وجود کے ذریعہ سے دراصل وہ اپنی قدرتوں کا نشان دکھانا چاہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی ایسے آدمی کو چنے جس کے متعلق دنیا پہلے ہی سمجھے کہ وہ آسمانوں پر پہنچا ہوا ہے تو پھر اس طرح تو اس قدرتِ ثانیہ کے جلووں میں بہت اشتباہ پیدا ہو جائے۔

ہماری جماعت میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ مقرر ہوئے تو اس وقت کے جو کرتا دھرتا لوگ سمجھے اور جن کا دل کرتا تھا کہ سب کچھ صدر انجمن کو مل جائے اور ہر چیز ہمارے کنٹرول میں اور ہمارے ہاتھ میں آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ وہ سمجھے

کہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب جو ہمارے نہایت ہی پیارے خلیفہ اولؓ ہیں ان کو منتخب کر کے خلیفہ بنالیا جائے اور بتانے والوں نے بتایا ہے اور تاریخ نے اس کو ریکارڈ کیا ہے کہ آپس میں جب باتیں کرتے تھے تو کہتے تھے کہ بڈھا ہے دو چار سال میں ختم ہو جائے گا اور پھر ہر چیز ہمارے پاس آجائے گی۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ یہ بظاہر عقل و ہنر رکھنے والے تھے ماہر و تجربہ کار تھے جن کے ہاتھ میں سارا اقتدار تھا مگر ان کی نگاہ میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے عالم دین یا بزرگ کی شکل میں نہیں آتے تھے بلکہ وہ انہیں ایک ایسے بڑھے کی شکل میں دیکھتے تھے جو عنقریب دورِ فنا آنے والا ہوتا ہے۔ مگر وہ عظیم شخص جس پر بظاہر بڑھاپے کا عالم بھی طاری تھا۔ جسے بڑھاپے کی کمزوریاں بھی لاحق تھیں اور جس کے متعلق یہ سمجھا گیا تھا کہ ہم جو چاہیں گے اس سے منوالیں گے۔ جب مسند خلافت پر متمکن ہوا تو ان کی ایک غلطی پر اس نے ان کو وہ جھاڑ پلائی کہ ساروں کی چیخیں نکل گئیں اور آنسو تھے کہ تھمتے نہیں تھے۔ اس وقت وہ جلال کا جلوہ جو دنیا نے احمدیت نے دیکھا اور تاریخ احمدیت نے جسے محفوظ رکھا وہ اس بوڑھے کی طاقت کا جلوہ نہیں تھا بلکہ خدا تعالےٰ کے اس وعدے کا جلوہ تھا کہ میں جس کو بھی اس منصب پر فائز کروں گا میرے جلال اور جمال کو تم اس کے وجود میں مشاہدہ کرو گے۔ اس کا اپنا کوئی وجود نہیں ہوگا۔ پھر ایک زمانہ گزرا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالےٰ نے بہت ہی عظیم کام لئے ہیں جو ہماری نوجوان نسل ہے ان کو تو وہ زمانہ یاد نہیں کیونکہ ان کی پیدائش سے بھی پہلے کی بات ہے جس وقت آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو اپنے آپ کو بڑا کرتا دھرتا سمجھنے والے جماعت سے نکل گئے۔ لیکن اعتراض ہی کرتے رہے اور پروپیگنڈا بھی اسی بات کا کرتے رہے کہ دیکھو جی ایک بچے کو چن لیا گیا ہے اس کو نہ عقل ہے نہ شعور۔ بھلا یہ جماعت احمدیہ کا کام کیسے سنبھال سکے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس بچے کو وہ سمجھ اور فراست عطا کی کہ دنیا کے بڑے بڑے دماغ اس کے سامنے جھک گئے۔ ...... انہوں نے کہا تھا کہ یہ ناتجربہ کار ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ یہ ناتجربہ کار ہے مگر جو اس کے ساتھ لگے ہیں وہ ایک سے ہزار ہو جائیں گے اور تم جو اپنے آپ کو بڑا تجربہ کار سمجھتے ہو جو تمہارے ساتھ لگے ہیں وہ ہزار سے ایک ہو جائیں گے۔ پس تجربہ کوئی چیز نہیں۔ یہ بات تو صرف اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے وہ لوگ تجربے کے گھمنڈ میں تھے اور خدا تعالےٰ کا یہ عاجز بندہ خدائے علام الغیوب کے علم کامل کے سہارے پر کام کر رہا ہے۔ اب دیکھو کہ تجربہ کاری کا کیا نتیجہ نکلا اور خدا تعالےٰ کی نصرت سے کیا نتیجہ نکلا۔

پھر خلافت ثالثہ کا وقت آیا اس وقت ہماری جماعت میں بڑے عالم بڑے بزرگ بڑے ولی وجود تھے لیکن اللہ تعالےٰ کے انتخاب کی نظر مجھ عاجز کم مایہ پر پڑی۔ اس نے اپنے قادرانہ تصرف کی انگلیوں میں مجھے لیا اور مسندِ خلافت

پر بٹھا دیا۔ میں اپنی ذات میں جو ہوں وہ میں ہی جانتا ہوں آپ نہیں جانتے۔ آپ اگر میری اس کم مائیگی کا تخیل بھی کریں تو تصور میں بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ جہاں تک مجھے اپنی اس عاجزی کا علم ہے میں تو بالکل ہی ایک کم مایہ انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کے فضل کی جھلک دیکھتا ہوں۔ اس کے یہ بے شمار نشانات بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتے ہیں۔ مگر جتنا اللہ تعالیٰ زیادہ پیار کرتا ہے جتنی وہ زیادہ نعمتیں نازل کرتا ہے اتنا ہی میرا سر اور زیادہ اس کے حضور جھک جاتا ہے۔ ایک دفعہ مجھے اسی کیفیت میں یہ خیال آیا کہ انسان زمین پر اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ کیوں کرتا ہے تو مجھے میرے ذہن نے یہ جواب دیا کہ انسان زمین پر اپنی پیشانی رکھ کر اپنی عاجزی کا اظہار اس لئے کرتا ہے کہ زمین سے بھی نیچی چیز اسے کوئی اور میسر نہیں آرہی ہوتی ورنہ وہ اور زیادہ جھک جائے۔

بس خلافت ایک نعمت ہے اگر آپ اس کی قدر کریں گے۔ اگر آپ اس سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے تو اس میں آپ کی اپنی دین و دنیا کی بھلائی ہے اور اگر آپ اس کی قدر نہیں کریں گے اور آپ اس سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو میرا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس واسطے کہ خلیفہ وقت کو اپنی ہر قسم کی عاجزی اور کم مائیگی کے باوجود خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غنا کا مقام بھی حاصل ہوتا ہے اور اس وجہ سے حاصل ہوتا ہے کہ اس کی ہر طاقت اور اس کی ہر کوشش کا سہارا اور تکیہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی قوت اور اس کی طاقت یعنی اس کی نہایت اعلیٰ صفات اس کا تکیہ اور سہارا نہ ہوں تو ایک لحظہ کے لئے بھی کسی خلیفۂ وقت کا زندہ رہنا ہی ممکن نہ ہو۔"

(الفضل ۲۵ جولائی ۱۹۷۱ء)

صدق و وفا کا نمونہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھلایا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ ... یہی صدق اور وفا تھی جس نے ان کو آخر کار بامراد کیا۔ اسی طرح میں اب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق اطاعت کا ایک خاص جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔"

(الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۴ء)

ابناءِ الفارس کا خاص مشن

خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس

(الہام مسیح موعودؑ)

از مکرم اخوند فیاض احمد صاحب محمد نگر لاہور

سورۃ الجمعہ کی پیشگوئی

سورۃ الجمعہ کی آیت وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ الخ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی پیشگوئی ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس آیت میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپ نے سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ (بخاری) یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا تک بھی اڑ گیا تو اہلِ فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔ اس میں مہدی معہود کی خبر ہے۔"

(تفسیر صغیر حاشیہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ عظیم، امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت عالی سیدنا و مولانا صلے اللہ علیہ وسلم بطور پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ اس امت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں وہ یہودیوں سے سخت درجہ مشابہت پیدا کر لے گی..... تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہو گا۔ اگر ایمان ثریا میں معلق ہوتا تو وہ اسے اس جگہ سے بھی پا لیتا۔ یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جس کی حقیقت الہام الٰہی نے اس عاجز پر کھول دی اور تصریح سے اس کی کیفیت ظاہر کر دی۔ اور مجھ پر خدا تعالےٰ نے اپنے

الہام کے ذریعہ سے کھول دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا پس جبکہ اس امت کو بھی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات ان میں بھی بکثرت پیدا ہو گئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو ان کے حق میں کی گئی تھی پس خدا تعالیٰ نے ان کے لئے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیلِ مسیح اپنی قدرتِ کاملہ سے بھیج دیا۔" (فتح اسلام)

نیز حضور تحریر فرماتے ہیں:-

" اللہ جل شانہٗ کی وحی اور الہام سے مَیں نے مثیلِ مسیح ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارہ میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔" (مکتوب بنام مولوی عبدالجبار صاحب بحوالہ تذکرہ)

وہ قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے موجود ایک پیشگوئی آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ الخ (الجمعہ) اور اس آیت کے ضمن میں یہ ارشاد نبوی ہے کہ آنے والا موعود فارسی الاصل ہوگا۔

فتنۂ دجّال کے متعلق پیشگوئیاں

قرآن مجید اور احادیث میں جہاں آخری زمانہ میں مسلمانوں کے اندر بگاڑ پیدا ہو جانے اور ان کے شدید زوال کی پیشگوئیاں ہیں۔ وہاں آخری زمانہ میں عیسائیوں اور مخالفِ اسلام قوتوں یعنی فتنۂ دجال کے ظہور اور عروج کی پیشگوئیاں بھی موجود ہیں۔ یہ پیشگوئیاں آنے والے موعود مثیل مسیح اور مہدی علیہ السلام کے زمانہ کی علامت کے طور پر بیان ہوئی ہیں۔ قرآن مجید میں اس عظیم مخالفِ اسلام فتنہ کا نام فتنۂ یاجوج ماجوج بیان ہوا ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

" یہ دونو صفات یاجوج ماجوج اور دجّال ہونے کے یورپین قوموں میں موجود ہیں۔ کیونکہ یاجوج ماجوج کی تعریف حدیثوں میں یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کے ساتھ لڑائی میں کسی کو طاقتِ مقابلہ نہیں ہوگی اور مسیح موعود بھی صرف دعا سے کام لے گا اور یہ صفت کھلے کھلے طور پر یورپ کی سلطنتوں میں پائی جاتی ہے اور قرآن شریف بھی اس کا مصدق ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ اور دجّال کی نسبت حدیثوں میں یہ بیان ہے کہ وہ دجل سے کام لے گا اور مذہبی رنگ

میں دنیا میں فتنہ ڈالے گا۔ سو قرآن شریف میں یہ صفت عیسائیوں کی بیان کی گئی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ۔ (چشمۂ معرفت)

موعود ذوالقرنین ثانی

موجودہ زمانہ میں فتنۂ دجال اور فتنۂ یاجوج ماجوج کے مقابل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان فرزند اور اسلام کے بطلِ جلیل حضرت امام عالی مقام مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بطور ذوالقرنین مبعوث فرمایا۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"سو میں مسیح کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی آئندہ پیشگوئی کے مطابق وہ ذوالقرنین میں ہوں جس نے ہر ایک قوم کی صدی کو پایا اور دھوپ میں جلنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے مجھے قبول نہیں کیا اور کیچڑ کے چشمے اور تاریکی میں بیٹھنے والے عیسائی ہیں جنہوں نے آفتاب کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی وہ میری جماعت ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہی ہیں جن کا دین دشمنوں کی دستبرد سے بچے گا۔ ہر ایک بنیاد جو سست ہے اس کو شرک اور دہریت کھاتی جائے گی۔ مگر اس جماعت کی بڑی عمر ہوگی اور شیطان ان پر غالب نہیں آئے گا اور شیطانی گروہ ان پر غلبہ نہیں کرے گا۔ ان کی حجت تلوار سے زیادہ تیز اور نیزہ سے زیادہ اندر گھسنے والی ہوگی اور وہ قیامت تک ہر ایک مذہب پر غالب آتے رہیں گے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۶)

نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ ذوالقرنین اور فتنۂ یاجوج ماجوج کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یاجوج ماجوج ان قوموں کا نام ہے جو شمالی ایشیا اور مشرقی یورپ میں رہتی تھیں۔ ایشیا کی زرخیزی کی وجہ سے وہ اس پر حملے کرتی تھیں۔ اگر ان حملوں میں وہ کامیاب ہو جاتیں تو جس طرح آریہ قوم ہندوستان میں بس کر دوسری پرانی قوموں میں مل جل گئی ہے، یہ تو میں بھی ایشیا کے مختلف ممالک میں پھیل کر دوسری اقوام کے ساتھ مل جاتیں اور ہر ملک سے مطابق مذہب اختیار کر لیتیں اور کسی ایک مذہب پر جمع نہ ہوتیں لیکن خدا تعالےٰ کی قدرت سے ہوا یہ کہ ذوالقرنین ...... نے ان اقوام کے حملوں کو بڑی سختی سے روک دیا اور یہ اقوام ایشیا کے انتہائی شمال مغرب اور یورپ کے مشرق میں گھر گئیں اور ذوالقرنین نے اس امر کا انتظام کیا کہ ان اقوام کے ایشیا

میں آنے کی صورت ہی نہ رہے اور گویا ایک قسم کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ اقوام یورپ میں پھیلنی شروع ہوئیں اور چونکہ یورپ میں مذاہب میں سے ان اقوام کو صرف مسیحیت سے واسطہ پڑا اور یہ اقوام آہستہ آہستہ سب کی سب مسیحی ہو گئیں اور ساری قومیں ایک ہی مذہب میں شامل ہو کر دوسری دنیا کے مقابلہ میں ایک زبردست جتھہ بن گئیں۔ اس طرح مذہبی عداوت کا بیج بویا گیا۔ اس کے علاوہ چونکہ ذوالقرنین کے ماتحت اور اس کی پالیسی پر عمل کر کے سب ایشیا نے ان کو شمال کی طرف دھکیل دیا۔ جو اس زمانہ کے لحاظ سے سب سے ردی اور سب سے حقیر علاقہ تھا۔ ان قوموں کے اندر ایشیا اور مشرق کی طرف آنے کی ایک زبردست خواہش پیدا ہو گئی۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے ہر نسل سے دوسری نسل کی طرف وراثۃً منتقل ہوتی چلی گئی اور اس طرح سیاسی عداوت کا بیج بویا گیا۔

غرض ذوالقرنین ایک لحاظ سے یاجوج ماجوج یا دجالی فتنہ پیدا کرنے کا موجب ہوا پس اللہ تعالیٰ نے مسیحی ترقیات کے اس دور کا ذکر کرنے سے پہلے ذوالقرنین کا ذکر کیا اور خصوصاً اس کے اس فعل کا جس کی وجہ سے یاجوج ماجوج کی ایک علیحدہ قومی اور سیاسی بنیاد پڑی۔

ذوالقرنین کے ذکر میں ایک اور حکمت بھی ہے اور وہ یہ کہ ذوالقرنین (اول یعنی شاہ خورس ناقل) مادہ اور فارس کا بادشاہ تھا۔ پس اس لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ یاجوج ماجوج کی نسل ایک فارسی نسل کے انسان کے ذریعہ سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جو اس کے نیک بندے ہوں جب ان کے کسی نیک فعل کے ثانوی ردِ عمل کے طور پر کوئی بدی پیدا ہو تو وہ انہیں کی اولاد یا ہم وطن یا مثل کے ذریعہ سے اس بدی کو دور کرواتا ہے تاکہ اس کے نیک بندے کے نام سے ایک دور کا عیب بھی منسوب نہ ہو۔ پس ذوالقرنین کا ذکر اس جگہ اس لئے کیا گیا تا اس خبر کو بطور پیشگوئی بیان کر کے ایک دوسرے ذوالقرنین کی خبر دی جائے جو فارسی الاصل ہو گا اور یاجوج ماجوج کا مقابلہ کر کے اس کے زور کو توڑ دے گا اور اس طرح پہلے ذوالقرنین پر الزام کو دور کرے گا۔ اور ذوالقرنین کا نام اس وجہ سے پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے دو قوتوں کا وارث بنائے گا۔ ایک محمدیت کی قوت اور ایک مسیحیت کی قوت۔ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم کا وارث ہونے کی وجہ سے مہدی کہلائے گا اور حضرت مسیح کی صفات کو اخذ کرنے کی وجہ سے مسیح کہلائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے لا مھدی الا عیسٰی پس ان دونوں قوتوں کے حامل ہونے کے سبب سے اس کا نام ذوالقرنین ہو گا۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ وہ بعض پیشگوئیوں کے مطابق دو صدیوں کو

پائے گا .....

احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بعض صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ جو قرآن کریم میں آتا ہے کہ ایک اور جماعت بھی ہوگی جن کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پھر قرآن پڑھائیں گے اس سے کیا مراد ہے؟ یعنی اگر آپ فوت ہو چکے ہوں گے تو یہ کام کس طرح کریں گے؟ اس کے جواب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسیؓ کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ والذی نفسی بیدہٖ لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجالٌ من ھٰؤلآء (بخاری عن ابی ھریرۃ) اور ابن مردویہ نے سعد بن عبادہ سے جو روایت کی ہے اس میں لکھا ہے رجال من فارس کہ فارسی لوگ ایمان کو پھر واپس لے آئیں گے اور بعض روایات میں رجلٌ کا لفظ بھی آتا ہے (بخاری) یعنی ایک خاص موعود کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ان سب روایات کو ملا کر معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص موعود شخص جو فارسی الاصل ہوگا۔ آخری زمانہ میں ایمان کے اٹھ جانے کے بعد پھر ایمان کو واپس لائے گا اور اس کے اس کام میں بعض اور فارسی الاصل لوگ بھی اس کے مؤید ہوں گے۔ اب رہا یہ سوال کہ اس کا یاجوج ماجوج کے زمانہ سے کیا تعلق ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی یہ حالت آخری زمانہ میں ہوگی بلکہ یاجوج ماجوج اور دجّال کا ظہور ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نام ایک ہی مذہب والوں کے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یاجوج ماجوج کا لفظ سیاسی فتنہ پر دلالت کرتا ہے اور دجّال کا مذہبی فتنہ پر۔ پس دونوں قسم کی روایات کو ملا کر یہ حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ یاجوج ماجوج کے زمانہ میں جو اشاعتِ کفر ہوگی اس کا مقابلہ ایک فارسی مرد کرے گا اور اس کے اس کام میں معاون بعض اور فارسی مرد بھی ہوں گے پس ...... اس واقعہ کو قرآن کریم میں بطور پیشگوئی کے بیان کرکے یہ بھی بتا دیا کہ اگر ایک ذوالقرنین نے دنیوی طور پر یاجوج ماجوج کے حملوں کی روک تھام کی تھی تو ایک اور ذوالقرنین ان کے مذہبی حملوں کی جو آئندہ زمانہ میں ہونے والے ہیں روک تھام کرے گا۔" (تفسیر کبیر)

رِجَالٌ مِّنْ فَارِس سے مراد

احادیث میں جو رجال من فارس کے الفاظ مذکور ہیں اور جن کی تشریح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے محولہ بالا عبارت میں یوں فرمائی ہے:۔

"ان سب روایات کو ملا کر معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص موعود شخص جو فارسی الاصل ہوگا آخری زمانہ میں ایمان کے اٹھ جانے کے بعد پھر ایمان کو واپس لائے گا۔ اور اس کے اس کام میں بعض اور فارسی الاصل لوگ بھی اس کے مؤید ہوں گے"۔

ان سے مراد کون سے فارسی الاصل مراد ہیں؟ اس سوال کا حل ہمیں ایک اور حدیث نبوی سے ملتا ہے۔ وہ حدیث مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کے بارے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ہے۔

یتزوّج و یولد لہ (مشکوٰۃ مجتبائی باب نزول عیسٰی بن مریم)

کہ مسیح موعودؑ ایک خاص شادی کرے گا اور اس کے نتیجہ میں اس کو خاص اولاد عطا ہوگی۔ چنانچہ اس حدیث کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوّج و یولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوّج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوّج سے مراد وہ خاص تزوّج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے"۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ)

پس حدیث نبوی میں جہاں رجل من فارس یعنی صیغہ واحد استعمال ہوا ہے وہاں آخری زمانہ میں خاص مسیح موعود کی بعثت کی پیشگوئی ہے اور جہاں رجالٌ من فارس یعنی جمع کا صیغہ ہے اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ حضور کی ذریت مبشرہ بھی مراد ہے۔ کیونکہ مسیح موعود کے فارسی الاصل ہونے کی وجہ سے آپ کی صلبی اولاد بھی فارسی الاصل ہے۔ پس اس مبشر اولاد کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی روز روشن کی طرح پوری ہوگئی جو ان الفاظ میں کی گئی تھی۔

لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجال من فارس

فالحمد للہ۔

اپنی ذریت مبشرہ کے ذریعہ آئندہ خاص روحانی کمالات اور کارہائے نمایاں انجام پانے کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور مقام پر ان الفاظ میں فرمائی ہے:۔

"چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے اس نے

پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاول کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔" (تریاق القلوب ص۶۵)

ذریت مسیح موعودؑ کے بارہ میں خاص پیشگوئیاں

چونکہ حدیث نبوی کے رو سے یہ خاص الہیٰ تقدیروں میں سے ایک تقدیر تھی کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد مسیح موعود کے کاموں میں آپ کی معاون و مددگار ہوگی۔ اس لئے امت محمدیہ کے بہت سے اولیاء نے بھی مختلف وقتوں میں مسیح موعودؑ کے بعد آپ کے فرزند کے بارے میں پیشگوئیاں کی ہیں۔ ان اولیاء اور بزرگان میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ، مولانا جلال الدین رومیؒ، امام یحییٰ بن عقبؒ اور حضرت نعمت اللہ ولی کے نام نامی شامل ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے المبشرات ص۱۹ مولفہ محترم مولوی دوست محمد شاہد) بلکہ بائیبل میں بھی یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کی بناء پر طالمود (جوزف بارکلے) میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کی وفات کے بعد آپ کا بیٹا اور پوتا آپ کے جانشین ہوں گے (بحوالہ المبشرات ص۱۶)

چنانچہ موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاص اولاد اور نسل کی بشارت عطا کی۔ اس عمومی بشارت کے الہامی الفاظ یہ ہیں:۔

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا ...... اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی ...... خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا ...... تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

نیز اس عمومی بشارت کے ساتھ جو ایک تاقیامت نہ منقطع ہونے والی نیک اور پاک اولاد و نسل کی عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ایک عظیم المرتبت فرزند کے تولد کے بارے میں خاص بشارت

ان الفاظ میں عطا کی۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی ۔۔۔۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر یقین نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا ۔۔۔۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا ۔۔۔۔۔۔۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ محولہ بالا الہامی پیشگوئی اپنی پوری شان اور تمام پہلوؤں کے اعتبار سے سیدنا مصلح موعود فرزند دلبند حضرت مرزا بشیر الدین محمود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے وجود میں پوری ہو چکی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے باون سالہ سنہری دورِ خلافت کا ہر دن اور ہر رات بلکہ ہر لمحہ اور ہر ایک تائید خدا تعالےٰ کے فضل سے اس معرکۃ الآراء پیشگوئی کی صداقت کا تا قیامت ایک زندہ اور تابندہ گواہ رہے گا۔ جس کا آئندہ کوئی بھی مورخ اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

پیشگوئی مصلح موعود کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خاص فرزند نافلہ "یعنی ایک پوتے کی بھی بشارت بذریعہ الہام عطا ہوئی۔ چنانچہ حضور مارچ ۱۹۰۶ء تحریر فرماتے ہیں:۔

"چند روز بعد یہ الہام ہوا تھا

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ

ممکن ہے اس کی تعبیر یہ ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں۔"

(بحوالہ تذکرہ طبع دوم ص۶۹۹)

پس اس پیشگوئی کے عین مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کو ایک خاص فرزند کی خوشخبری عطا کی۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

"مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔ (بحوالہ المبشرات ص۲۲۱)

نیز آپؓ اپنے منظوم کلام میں اس خاص دین کے ناصر اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ فرزند کی تعیین ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

مرا ناصر مرا فرزند اکبر
ملا ہے جس کو حق سے تاج و افسر
(کلام محمود)

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی پیشگوئی نافلۃ لک کا مصداق حضرت مصلح موعودؓ کے فرزند اکبر سیدنا حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہے جس کو آج حق تعالیٰ نے خلافت کے منصب جلیلہ اور روحانی امامت کا تاج عطا فرمایا ہے۔ متعنا اللہ بطول حیاتہٖ۔

دائمی سلسلہ خلافت کی پیشگوئی

جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ایسی پاک اور دائمی جسمانی نسل کی بشارت عطا کی جو نسل حضورؑ کے مشن اور حضور کی دعوت کو تا قیامت دنیا میں پھیلاتی رہے گی جیسا کہ فرمایا:۔

"تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو دائمی روحانی خلافت کی بشارت بھی عطا کی۔ چنانچہ حضورؑ جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے اپنے دائمی سلسلہ خلافت کی پیشگوئی ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے ..... سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے ...... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت (یعنی سلسلہ خلافت ناقل) نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں

لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی" (رسالہ الوصیت)

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور کے مشن کی تکمیل اور تا قیامت حضور کے مقاصد کو زندہ رکھنے کے لئے جسمانی اولاد و نسل کے دائمی سلسلہ کے ساتھ ہی روحانی خلافت کے دائمی سلسلہ کا وعدہ دیا تھا۔ اولاد اور خلافت کے بارہ میں پیشگوئیوں کو ملا کر دیکھنے سے یہ امر کھل جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت اور آئندہ نسل کا آئندہ روحانی سلسلۂ خلافت سے خاص تعلق ہے۔ یہی حکمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی میں پنہاں ہے جو فرمایا۔ یتزوج و یولد لہ

کہ مسیح موعودؑ کی اس خاص شادی کے نتیجہ میں خاص اولاد و نسل اس کو عطا ہوگی۔ یعنی وہ اولاد و نسل یقیناً مسیح موعود کے خاص روحانی ورثہ کی حامل ہوگی۔

اس استدلال کی مزید تائید رسالہ الوصیت (جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد ایک دائمی سلسلہ خلافت کی پیشگوئی فرمائی ہے) کے حاشیہ میں ایک موعود فرزند کے بارے میں پیشگوئی سے ہوتی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ذریت میں سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔ اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے۔ . . ."

یعنی سلسلہ خلافت کی پیشگوئی کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حق کی ترقی اور اپنے مقاصد کی تکمیل کے ضمن میں جسمانی ذریت کے بارہ میں بھی پیشگوئی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ حضور کی ذریت اور نسل سے اس سلسلہ میں خاص کام لے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر مولانا حضرت نور الدین بھیروی رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا منصب عطا فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت کے فرائض کو انتھک محنت اور پوری جانفشانی کے ساتھ ادا فرمایا۔ آپ اپنی خداداد فراست کی وجہ سے جماعت میں بعض لوگوں کے اندر خلافتِ احمدیہ کے خلاف خیالات و جذبات کا اندازہ لگا چکے تھے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر آئندہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت و نسل سے کام لینے والی تھی اس سے بھی آپؓ

بخوبی آگاہ تھے اس لئے آپؓ نے ضروری سمجھا کہ جماعت کو آنے والے واقعات کے بارہ میں مناسب طور پر خبردار کردیں آپؓ کی متعدد تقاریر اور بہت سے خطبات خلافت کے موضوع پر جماعت کے لٹریچر میں شائع شدہ موجود ہیں۔ اس جگہ مختصراً آپؓ کے بعض ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک موقعہ پر تنبیہہ کے رنگ میں فرمایا:۔

"نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اسکو آپ کھڑا کردے گا۔"

نیز فرمایا: "تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا وہ تم سے معاملہ کریگا۔"

(بحوالہ الفضل سالنامہ ۱۱ر جنوری ۱۹۶۸ء)

آپؓ کے الفاظ "تھوڑے دن صبر کرو"

یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "الوصیت" حاشیہ والی پیشگوئی کے ان الفاظ کی پیروی میں ہیں:۔

"...... سو ان دنوں کے منتظر رہو"

اور یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے جماعت میں منافقین کے گروہ کو خبردار کیا تھا کہ تھوڑے عرصہ یعنی آپ کی وفات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد و نسل میں سلسلہ خلافت منتقل ہو جائے گا۔ اس لئے منافقین اور مخالفین خلافت احمدیہ کی کوشش اس امر کے خلاف ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ و ذالک تقدیر العزیز الحکیم وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر

پھر آپ نے اشارۃً ایک موقعہ پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بلکہ اس مبارک وجود کی گویا تعیین فرما دی جو آپ کے بعد خلافت کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے والا تھا۔ فرمایا:۔

"اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت کس کا حق ہے! ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے ......" (بحوالہ ایضاً)

یعنی آپ نے سب سے پہلے حضرت محمود المصلح الموعودؓ کا ہی نام لیا۔

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور اسلام کی نشأۃ ثانی

اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جس میں آنحضرتؐ نے امت پر آنے والے آئندہ مختلف ادوار کی نشان دہی فرمائی ہے فرمایا:۔

تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ

ثم تکون ملکاً عاضاً فتکون ما شاء الله ان تکون ثم یرفعها الله تعالیٰ
ثم تکون ملکاً جبریة فتکون ما شاء الله ان تکون ثم یرفعها الله تعالیٰ
ثم تکون خلافة علیٰ منهاج النبوة ثم سکت۔

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

یعنی اے مسلمانو! تم میں یہ نبوت کا دَور اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ خدا چاہے کہ وہ قائم رہے اور پھر یہ دَور ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خلافت کا دَور آئے گا جو نبوت کے طریق پر قائم ہوگی (گویا اس کا تتمہ ہوگی) اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دَور آئے گا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ دَور بھی ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد جبری حکومت کا دَور آئے گا۔ اور پھر اس رنگ کی حکومت بھی اٹھ جائے گی۔ اس کے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دور آئے گا جو ابتدائی دور کی طرح نبوت کے طریق پر قائم ہوگی اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

اس حدیث میں دوبارہ امت محمدیہ میں

خلافت علیٰ منہاج النبوة

کے قیام کی پیشگوئی یقیناً مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام اور آپ کے لیے قائم ہونے والے سلسلہ خلافت کے بارہ میں ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ اسلام میں خلافت کے قیام کے ذکر کے بعد خاموش ہو جانا بتاتا ہے کہ خلافت مسیح موعودؑ کا سلسلہ ایک دائمی سلسلہ ہوگا جو تا قیامت پھر منقطع نہیں ہوگا

مسیح موعودؑ کے ذریعہ مسلمانوں میں دوبارہ

خلافت علیٰ منہاج النبوة

کے قیام کی پیشگوئی کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مسیح موعودؑ کے بارہ میں کہ

یتزوّج و یولد له

کے الفاظ سے واضح ہو جاتا ہے کہ مشیتِ الٰہی کے ماتحت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد و نسل کا مسیح موعود کا روحانی جانشین بننا اور خلافت کے منصب پر فائز ہونا ایک مقدر امر تھا

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ الوصیت میں جس میں حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد دائمی خلافت کی پیشگوئی فرمائی ہے، حضورؑ کے ایک فرزند خاص کے بارہ میں بھی پیشگوئی درج کرا دی تاکہ آئندہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت مبشرہ کا سلسلۂ خلافت سے تعلق کا اظہار ہو جائے۔

یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ الوصیت حاشیہ میں اگرچہ بظاہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت میں سے
"ایک شخص"
کے بارہ میں پیشگوئی ہے لیکن درحقیقت اس سے مراد اپنے وقت پر ظاہر ہونے والے حضور کی اولاد و نسل میں سے ہر وہ ابن الفارس اور مرد خدا ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنی تقدیر اور اپنی منشاء کے ماتحت منصب خلافت پر فائز فرمادے گا۔ چنانچہ حضرت فرزند نافلہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر خلافت ثالثہ کے منصب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فائز کیا جانا اس استدلال کی صداقت پر عملی شہادت کا درجہ رکھتا ہے ؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ

"سوان دنوں کے منتظر رہو"

سے معلوم ہوتا ہے کہ بے شک فتنے پیدا ہوں گے اور ان فتنوں کے ایام میں جماعت مومنین کو خاص طور پر صبر اور استقامت کی راہ اختیار کرنی ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ ضرور کسی فارسی الاصل اور مرد جری کو کھڑا کرتا رہے گا اور اسی طرف اشارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الہامات میں پایا جاتا ہے :۔

جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ ان الذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللہ
ردّ علیھم رجل من فارس۔ شکر اللہ سعیہ (تذکرہ طبع دوم ص۲۷۸)

خدا کا فرستادہ نبیوں کے حُلّہ میں۔ وہ لوگ جو کافر ہوگئے اور خدا کی راہ سے روکنے لگے ایک فارسی الاصل آدمی نے ان کے خیالات کو ردّ کیا۔ خدا اس کی کوششوں کا شکرگزار ہے۔"

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دائمی سلسلہ شروع ہوگا اس کے ذریعہ اور حضور کی ذریت مبشرہ یعنی فارسی الاصل مردان خدا کے ذریعہ دنیا میں ہمیشہ کفر اور مخالف دین قوتوں سے روحانی مقابلہ کا کام لیا جائے گا اور انشاء اللہ اپنے اپنے زمانہ میں ہر فارسی الاصل مرد کی سعی و کوشش یقیناً مشکور و مقبول جناب الٰہی ہوگی۔

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک پُرشوکت رؤیا اور پیشگوئی

یہ عاجز حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک نہایت پُرشوکت رؤیا درج ذیل کرتا ہے جو آئندہ زمانہ کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اس تقدیر الٰہی کی صاف طور پر نشان دہی کرتا ہے کہ آئندہ دنیا میں کفر و باطل اور

اور فتنوں کے مقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک اولاد و نسل سے تعلق رکھنے والے فارسی الاصل مردانِ خدا سے خاص کام لیا جائے گا فرمایا:

"میں نے دیکھا کہ میں گھوڑے پر سوار ہوں۔ چھ سات اور آدمی بھی گھوڑوں پر سوار ہیں وہ جرنیل معلوم ہوتے ہیں اور کسی احمدی لشکر کی کمان کرتے معلوم ہوتے ہیں مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ صداقت کے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور ان راہوں سے دور جا پڑے ہیں جن پر میں نے جماعت کو پختہ کیا ہے اور جماعت کو غلط راستہ پر چلا رہے ہیں۔ میں نے ان کو نصیحت کی۔ وہ مجھے پہچان گئے ہیں لیکن میری دخل اندازی کو ناپسند کرتے ہیں (یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی آئندہ زمانہ ہے صدیوں بعد کا۔ میں گویا دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آیا ہوں) اسی بحث و مباحثہ میں انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا اور چاہتے ہیں کہ مجھے قتل کر دیں تاکہ لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ میری تعلیم کیا تھی اور وہ لوگوں کو کدھر لے گئے ہیں۔ اس وقت میرے ہاتھ میں ایک تلوار ہے جو بہت لمبی ہے۔ عام تلواروں سے دو تین گنے لمبی۔ مگر میں اسے نہایت آسانی سے چلا رہا ہوں۔ ہم سب ایک خاص جہت کی طرف گھوڑے بھی دوڑائے جاتے ہیں اور لڑتے بھی جاتے ہیں۔ گو وہ کئی ہیں لیکن ان کا خوب مقابلہ کر رہا ہوں اور ان کے کندھوں پر میں نے کاری ضربیں لگائی ہیں .... اسی طرح ہم لڑتے ہوئے ایک مکان کے پاس پہنچے اور گھوڑوں سے اتر کر اس کے اندر داخل ہو گئے۔ اس مکان کے باہر احمدی لشکر کا ایک حصہ کھڑا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے اس مکان میں پہنچ کر ان لوگوں کو پھر سمجھانا شروع کیا اور بتایا کہ اسلام کی صحیح تعبیر وہ نہیں جو وہ کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ وہ اس راہ سے دور چلے گئے ہیں جس پر میں نے انہیں ڈالا تھا اور چونکہ تشریح کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا ان کا رویہ نادرست ہے اور ان کو توجہ کرنی چاہیئے۔ مگر اس تمام تقریر کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ اپنی ضد پر مُصر رہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ میری بات ماننے میں اپنی لیڈری کو خطرہ میں پاتے ہیں اور اس لئے اپنی ضد پر پختہ ہیں بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اب جبکہ وہ ایک نئے طریق پر جماعت کو ڈال چکے ہیں مجھے بھی ان کی بات مان کر اس کی تصدیق کر دینی چاہیئے۔ جب میں سمجھا کر تھک گیا تو میں نے ایک دروازہ جو صحن کی طرف کھلتا ہے اور اس جہت کے مخالف پر جس طرف وہ لوگ بیٹھے ہیں کھولا اور اس ارادہ سے باہر نکلا کہ اب میں خود جماعت سے خطاب کروں گا۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو اپنی طرف کا درواز°

جلدی سے ان لوگوں نے کھول دیا اور باہر کھڑی فوج کو حکم دیا کہ مجھے قتل کر دیں۔ جب میں دروازہ کھول کر نکلا تو میں نے دیکھا کہ مکان کی کرسی اونچی ہے اور صحن تک چار پانچ سیڑھیاں اتر کر جانا پڑتا ہے۔ اور سیڑھیوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی پردہ کی دیوار ہے جس کے ساتھ فوج قطار در قطار صحن میں کھڑی ہے اور ان کا سینہ تک کا جسم دیوار سے باہر نظر آتا ہے اور پوری طرح مسلح ہے۔ جس وقت میں نکلا تو اُس وقت یوں معلوم ہوا کہ تین چار آدمی میرے ساتھ بھی ہیں۔ میں نے ایک دو سیڑھی اتر کر فوج کی طرف منہ کیا۔ اس وقت دیوار کے ساتھ کی قطار نے بھی میری طرف منہ کیا اور ان جرنیلوں کے حکم کے ماتحت مجھ پر حملہ کرنا چاہا۔ اُس وقت میں نے سینہ تان دیا۔ اور ان لوگوں سے کہا سپاہیو! تمہارا اصل کمانڈر میں ہوں (میں خواب میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ میں دوبارہ دنیا میں آیا ہوں یہ لوگ مجھے پہچانتے نہیں۔ اس لئے میں اپنا تعارف ان سے کرا دوں تو وہ سمجھ جائیں کہ میں کون ہوں) کیا تم اپنے کمانڈر پر حملہ کرنے کی جرأت کرو گے؟ اس سے سپاہی کچھ گھبرا سے گئے اور حملہ میں متردّد ہو گئے۔ مگر دوسری طرف سے ان کے جرنیل ان کو انگیخت کرتے چلے گئے۔ تب میں نے اپنے دو تین ساتھیوں سے کہا کہ وہ نعرۂ تکبیر بلند کریں۔ انہوں نے تکبیر کا نعرہ لگایا۔ لیکن فوج کے ہجوم اور اور اوزاروں کی جھنجھناہٹ کی وجہ سے آواز میں گونج نہیں پیدا ہوئی۔ پھر بھی کچھ لوگ متاثر ہوئے۔ اس پر میں نے کہا کہ سپاہیو! میں تمہارا کمانڈر ہوں تمہارا فرض ہے کہ میری اطاعت کرو اور میرے پیچھے چلو۔ تب میں نے ان میں سے کچھ اور چہروں پر شناخت اور اطاعت کا اثر دیکھا اور ان سے کہا کہ بلند آواز سے نعرۂ تکبیر لگاؤ اور پھر اپنی عادت کے خلاف نہایت بلند آواز سے پکارا اللہ اکبر۔ جب میں نے یہ نعرہ لگایا تو گویا ساری فوج کے دل ہل گئے اور سب نے نہایت زور سے گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح اللہ اکبر کہا اور ساری فضا ان نعروں سے گونج گئی۔ تب میں نے انہیں کہا میرے پیچھے چلے آؤ اور خود آگے کو چل پڑا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ تمام فوج میرے پیچھے قطاریں باندھ کر چل پڑی۔ اس وقت ان میں جرأت اور رعنائی اپنی پوری طاقت پر معلوم ہوتی ہے ان کے بھاری قدم جو وہ جوش سے زمین پر مارتے تھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ زمین کو ہلا رہے ہیں اور زمین پر ایک کامل سکوت کے درمیان اس فوج کے قدموں کی آواز جو میرے پیچھے چلی آ رہی تھی عجیب موسیقی سی پیدا کر رہی تھی۔ میں سڑک پر ان کو ساتھ لئے ہوئے چلا گیا۔ یہ سڑک ایک ٹیلے کے گرد خم کھا کر گزرتی تھی۔ جب اس ٹیلہ کے پاس سے وہ سڑک مڑی تو میں نے دیکھا کہ کوئی ڈیڑھ منزل کے قریب بلندی پر ایک وسیع کمرہ ہے اور اس کے اندر بہت سے لوگوں کا ہجوم ہے اور وہ

بھی احمدی فوج کے آدمی ہیں اور گویا اس جھگڑے کے فیصلہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ میرے ہمراہیوں میں سے ایک شخص دوڑ کر اوپر چڑھ گیا اور اوپر جا کر جو ان کا افسر دروازہ پر کھڑا تھا اسے اس نے سمجھانا شروع کر دیا کہ یہ جماعت کے کمانڈر ہیں اور انہوں نے جرنیلوں کی غلطی کی وجہ سے خود کمان سنبھال لی ہے اور گویا دوبارہ دنیا میں آ گئے ہیں۔۔۔۔۔" (الفضل یکم اپریل ۱۹۴۶ء)

اس عظیم الشان رؤیا کی حکمت اور اس کے اندر بیان کی گئی پیشگوئیوں کی زیادہ تشریح اور تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ مختصراً ہمیں اس رؤیا سے یہ صاف اور واضح سبق ملتا ہے کہ آئندہ ہمیشہ فتنوں کے ایام میں دشمنانِ دین کے مقابل

رُدَّ علیہم رجل من فارس

کا مصداق وجود پیدا ہوتا رہے گا جو مسیح محمدی کے مشن اور مقاصد کو پورا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

آیت استخلاف میں توحید کا سبق

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں حزب المومنین کو قیام خلافت کی بشارت ان الفاظ میں عطا کی ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ۔ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور ع۷)

ترجمہ: یعنی اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے، وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔"

لیستخلفنّھم یعنی خدا تعالےٰ مومنوں کو خلیفہ بنائے گا۔ اس ضمن میں یاد رکھنا چاہیئے کہ:۔

"گو لفظ عام ہیں مگر مراد یہ ہے کہ تم میں سے خلیفے بنائے گا۔ یہ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ کبھی عام لفظ ہوتے ہیں اور ایک شخص مراد ہوتا ہے اور کبھی ایک شخص کا ذکر کیا جاتا ہے اور ایک جماعت مراد ہوتی

ہے .... " (تفسیر صغیر از حضرت مصلح موعودؓ)
یعنی آیت استخلاف میں خلافت کے قیام کا وعدہ ہے اور پھر خلافت کے قیام کے نتیجہ میں تمکین دین اور مومنوں کے لئے خوف کی حالت کے بعد امن و تسکین کی حالت پیدا ہو جانے پر جماعت مومنین کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ :- يَعْبُدُوْنَنِيْ وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا

کہ وہ صرف خدا تعالےٰ کی عبادت کریں گے اور اپنے پیدا کرنے والے سے عبودیت کا سچا تعلق قائم کرنے والے بنیں گے اور کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے بلکہ خالص اور سچی توحید کو اختیار کریں گے۔

پس اسلام میں خلافت کے قیام کا سب سے بڑا مقصد بندے کا اپنے خدا سے عبودیت کا صحیح تعلق اور دلوں پر توحید کی حکومت کو قائم کرنا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کے وجود باجود کے ذریعہ اسلام کے نشأۃ ثانی کے دور میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق دوبارہ ایک دائمی

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ

کی بنیاد قائم فرمادی ہے (رسالہ الوصیۃ میں (جس میں حضور نے اپنے بعد آنے والے سلسلۂ خلافت کے بارہ میں جماعت کو بشارت دی) اپنی آمد کا خاص مقصد یہ بیان فرماتے ہیں :-

"خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

حضورؑ کے الفاظ :

"خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ..... ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔"

قرآن مجید میں اس ارشادِ خداوندی کے عین مطابق ہیں کہ اسلام میں نظام خلافت کے قیام کا مقصد اعلیٰ یہ ہے کہ

يَعْبُدُوْنَنِيْ وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا

(سورۃ النور ع ۷)

الہام خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس کی خاص حکمت

اوپر جن امور کا تذکرہ ہوا ہے ان کا خلاصہ یہ ہے۔

(ا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں رجال من فارس اور یستزوج ویولد لہ سے ثابت ہے کہ آنے والے فارسی الاصل مسیح موعود کی اولاد و نسل بھی اس کے مشن میں اس کی خاص ممد و معاون ہوگی۔

(ب) آنحضرت کی پیشگوئی آخری زمانہ میں دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کے بارہ میں ہے جو دائمی ہوگی۔ اس خلافت کا قیام یقیناً مسیح موعودؑ کے ذریعہ مقدر تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز کی حیثیت سے دنیا میں ظاہر ہوا۔

(ج) پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی اولاد و نسل کا خاص تعلق آخری زمانہ میں قائم ہونے والی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تاقیامت جاری رہنے والی پاک ذریت کی بشارت دی اور تاقیامت جاری رہنے والے سلسلۂ خلافت کی بھی خوشخبری عطا کی۔

(د) خلافت کے قیام کا مقصدِ اعلیٰ یہ ہے کہ دنیا میں توحید کا قیام ہو۔ غرض اسلامی نظام خلافت توحید کا مظہر ہے اور اسلامی نظام میں خلیفۂ وقت توحید کے خاص منادی کی حیثیت رکھتا ہے۔

پس حکمتِ الہٰی کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام:-

خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس (تذکرہ طبع دوم ص۵۲، ۲۲۵، ۲۷۸)

میں ابناء الفارس اور خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ کے تعلق کی طرف اشارہ ہے اور لفظ " توحید " کے لفظ کی تکرار کے ذریعہ

ابناء الفارس، یعنی ذریتِ مسیح موعودؑ

کو ان عظیم الشان ذمہ داریوں کے بارہ میں خاص طور پر ہوشیار کیا گیا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق آئندہ تاقیامت ان پر عائد رہیں گی۔ واللّٰہ اعلم بالصواب

بے شک خلافت ایک قومی یا اجتماعی انعام ہے جیسا کہ نبوت بھی قومی انعام ہے اور الٰہی سنت کے مطابق نبوت اور خلافت کے انعام سے فیض یاب ہونے والی قوموں پر ہمیشہ بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے جن خاص بندوں کو نبوت اور نبی کی وفات کے بعد خلافت کے مقام پر فائز فرماتا ہے۔ وہ خاص بندے دوسروں کے لئے بطور نمونہ اور ماڈل کے ہوتے ہیں اور وہ ہمیشہ خدائی احکام اور خدائی منشاء کے آگے سب سے

اول سرعجب کا دیتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا :-

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (الانعام ع ۲۰)

"تو(ان سے) کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے (اور) اس کا کوئی شریک نہیں۔اور مجھے اس (امر) کا حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں"

نیز اسلام کی نشأۃ ثانی کے دور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اور فرزند جلیل مسیح موعود و مہدی علیہ السلام کو بھی الہاماً اللہ تعالے نے فرمایا۔

قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (تذکرہ طبع دوم ص۱۳۴)

کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

پس اسی سنت کے ماتحت اللہ تعالے نے لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۔یعنی دنیا میں تاقیامت غلبۂ اسلام اور غلبۂ توحید کے عظیم الشان مشن میں حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دینے والے ابناء الفارس یعنی حضور کی پاک ذریت کو مخاطب کر کے فرمایا:-

خذوا التوحید یا ابناء الفارس

تا ابناء الفارس آئندہ زمانہ میں ہمیشہ اس حکم خداوندی کے آگے اول المسلمین اور اول المومنین بن کر دوسروں کے لئے ایک نمونہ بنتے چلے جائیں۔ و ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم وھوالعزیز الحکیم۔

جماعت احمدیہ کا فرض

اگرچہ الہام خذوا التوحید یا ابناء الفارس میں براہ راست خطاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت مبشرہ سے ہے اور اس الہام میں ان عظیم الشان ذمہ داریوں کی طرف اشارہ ہے جو آئندہ زمانہ میں حضور کی جسمانی اولاد و نسل پر ڈالی جانے والی تھی۔لیکن اس الہام الٰہی کے مخاطب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد اور حضور کے سچے اور مخلص متبعین بھی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء جس میں عظیم المرتبہ فرزند ارجمند حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعلق خصوصاً اور آئندہ تا قیامت پاک نسل کے بارہ میں عموماً الہامی پیشگوئی درج ہے میں ہی اللہ تعالے کی طرف سے حضور

کے مخلص متبعین کے بارہ میں بھی مندرجہ ذیل بشارت موجود ہے:۔

"میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا۔ اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔"

نیز الہام الٰہی:۔　　اِنّی احافظ کلّ من فی الدّار

یعنی میں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا۔" (تذکرہ طبع دوم ص ۴۲۳)

کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خس و خاشاک کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں"۔　(کشتی نوح بحوالہ تذکرہ)

اس سے ثابت ہے کہ وہ ذمہ داریاں اور وہ بشارات۔ جو الہامات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت مبشرہ اور جسمانی اولاد کے لئے بیان ہوئی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے جانشین ابناء الفارس کی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کے مخلصین بھی ان ذمہ داریوں اور بشارات میں

"علیٰ حسب الاخلاص"

شریک ہیں۔

اسی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متبعین سے "عہد بیعت" میں ایسے گہرے تعلق کا تقاضہ فرمایا ہے جو عام دنیوی رشتہ داریوں اور تعلقات سے بہت بڑھ کر ہو۔ چنانچہ حضور اپنی شرائط بیعت میں فرماتے ہیں:۔

"دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو"۔

(تبلیغ رسالت جلد اوّل)

نیز حضور مخلصین جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سر سبز شاخو! جو خدا تعالےٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا

کر رہے ہو ...... " (فتح اسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور حضور کے قیمتی ارشادات کو اوپر نقل کرنے کے بعد اس عاجز و ناچیز کے لئے اس بارہ میں مزید کوئی تشریح اپنی طرف سے بیان کرنا ایک غیر ممکن امر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ قادر حقیقی اسلام کی نشأۃ ثانی کے دور میں اپنی قادرانہ تجلیات کے ساتھ اس پاک گروہ کی قدم قدم پر نصرت فرماوے جس کو اپنے پاک الہام میں اس نے خود مخاطب کر کے فرمایا:-

خذوا التّوحید التوحید یا ابناء الفارس

اٰمین اللھم اٰمین - واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

الٰہی نصرت و تائید کیلئے ایک ضروری شرط

حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو دیکھتے ہوئے میں انسانوں پر انحصار نہیں کر سکتا اور تم بھی یہ نصرت اسی طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ایسا کرنے میں صرف خلیفہ کی اطاعت کا ثواب نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا ثواب تمہیں ملے گا اور اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو تو مشکلات کے بادل اڑ جائیں گے۔ تمہارے دشمن زیر ہو جائیں گے اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت و سطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے شرط یہ ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو"

(الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

وقفِ جدید کا جہاد اور اس کی اہمیت

— مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم ۔ اے قائد وقفِ جدید انصار اللہ مرکزیہ ربوہ —

وقفِ جدید کی تحریک حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کی تحریکات میں سے آخری تحریک ہے اس لحاظ سے جماعت احمدیہ کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اپنے بزرگ محسن کے آخری الفاظ اور نصائح کو بہت ہی اہمیت دی جاتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے جس قدر عظیم احسانات جماعت احمدیہ پر ہیں۔ اسی نسبت سے جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ حضور کی اس آخری تحریک کی قدر و عظمت کو پہچانے اور بڑھ چڑھ کر اس پر لبیک کہے۔

وقفِ جدید کی تحریک کیا ہے؟ یہ تحریک، قرآن کریم کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے جاری کی گئی ہے کیونکہ دینی علوم و فنون سے پوری طرح آراستہ و پیراستہ علماء، موجودہ حالات میں اتنی کثرت سے جماعت کو مہیا نہیں ہو سکتے جتنی کہ ضرورت ہے اس لئے حضورؓ نے مناسب خیال فرمایا کہ کچھ ایسے نوجوان آگے آئیں جو ایک حد تک دینی علم کی ٹریننگ حاصل کریں اور معمولی دینی تعلیم و تدریس کا کام جماعت میں کریں۔

ایسے نوجوانوں کو معلم کا لقب دے کر دیہات میں پھیلانے کی سکیم بنائی گئی۔ ان معلمین کو گزارہ مہیا کرنے کے لئے چندہ وقفِ جدید کی تحریک کی گئی۔ نیز جماعتوں کو کہا گیا کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی زمینوں کو بھی وقف کریں۔ تا ان کی آمد سے یہ معلمین اپنا گزارہ کر سکیں۔

قرآن کریم کی تعلیم جماعت احمدیہ کے قیام کا ایک بڑا مقصد ہے۔ دنیا میں ایک مامور کے ذریعہ جو کچھ بھی انوار برکات و احکام و نواہی نازل کئے جاتے ہیں ان کو خلاصۃً لفظ خیر سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مومنوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ اس مامور کی بعثت کے ذریعہ سے تمہارے رب نے کیا نازل کیا؟ مومن جواب دیتے ہیں کہ خیر نازل کی۔

مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا (النحل : ۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ خیر ساری کی ساری قرآن میں ہے پس جماعت احمدیہ کے قیام کی علتِ غائی یہی ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلا دیا جائے اور دلوں پر اس کی

حکومت قائم کر دی جائے اور اسی عظیم مقصد کے حصول کے لئے تحریک وقف جدید جاری کی گئی ہے
جماعت احمدیہ کے سب افراد کا فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے اس تحریک میں زور شور سے حصہ لیں اس یقین کے ساتھ کہ تمام بھلائیاں اس کام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اگر ہم نے اپنے بچوں کو قرآن پڑھا دیا تو دین و دنیا کی ساری خیر ان کے لئے مہیا کر دی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید کے معلمین بہت اچھا کام کر رہے ہیں اور جماعتوں کی طرف سے ایسے مطالبات مزید معلمین کے لئے آتے رہتے ہیں جنہیں وسائل کی کمی کی وجہ سے دفتر وقفِ جدید پورا نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں انصار اللہ کی ایک ذمہ واری تو بحیثیت فردِ جماعت کے ہے کہ وہ حضور مصلح موعودؓ کی اس آخری تحریک میں خود بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور دوسروں کو بھی اس امر کی تحریک کریں اور اس امر کا جائزہ لیتے رہیں کہ ان کی مجلس میں کوئی فرد بھی ایسا باقی نہ رہے جس نے اس مبارک تحریک میں حصہ نہ لیا ہو۔ مگر اس تحریک میں انصار کی ذمہ واری دوہری ہے۔ ایک اپنی اور ایک اپنے بچوں کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے کہ اس تحریک کا بیشتر حصہ ہمارے اطفال اٹھائیں تا اغیار پر یہ امر احمدیت کی قوتِ قدسیہ و صداقت کا ایک نشان ٹھہرے کہ یہ وہ جماعت ہے جس کے بچے بھی وہ کام کر رہے ہیں جو ہماری نسلیں مل کر بھی نہیں کر رہیں۔

اب بچوں کی تربیت کرنا اور انہیں اس جہاد میں شامل کرنا انصار اللہ کی ذمہ واری ہے۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو ابتداء سے یہ تلقین کریں کہ تم اسلام کے ننھے منے مجاہد ہو اور اسلام کی روحانی جنگ کا ایک محاذ خلیفۂ وقت نے تمہارے سپرد کیا ہے۔ اگر یہ احساس والدین بچپن سے ہی اپنے بچوں میں قائم کر دیں گے تو جوں جوں یہ بچے بڑے ہوں گے۔ مزید تربیت و تلقین کے نتیجہ میں یہ احساس مزید اجاگر ہوتا چلا جائے گا اور بڑے ہو کر بھی ایسے بچے دین میں مجاہد ثابت ہوں گے۔ کیونکہ حضرت مصلح موعودؓ کو الہاماً بتایا گیا کہ نفوسِ انسانی کی تربیت صغر سنی میں بہتر ہوتی ہے۔

خلیفۂ وقت کی طرف سے تو یہ حکم ہے کہ ایسے بچوں کی طرف سے بھی چندہ وقفِ جدید ان کے والدین ادا کریں جو چند گھنٹے پیشتر ہی پیدا ہوئے ہوں۔ اس حکم میں ایک عظیم حکمت مضمر ہے۔ چند گھنٹہ کی عمر رکھنے والا بچہ تو اس چندہ کی اہمیت کو سمجھ ہی نہیں سکتا اور نہ ہی اسے یہ احساس ہو سکتا ہے کہ اس کی طرف سے دینی جہاد میں حصہ لیا جا رہا ہے۔ مگر اس کے والدین جب خلوص نیت کے ساتھ اپنے نوزائیدہ بچوں کی طرف سے اس جہاد میں حصہ لیتے ہیں تو بچہ اگرچہ اس جہاد کی اہمیت کا احساس نہیں رکھتا مگر والدین کی خلوص نیت اور خیالات و جذبات اس کے شعور لاشعور پر اثر انداز ہوتے ہیں اور لاشعور میں گویا ہوا یہ بیج مستقل طور پر ایک بڑا درخت بن کر

نشوونما پکڑ سکتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ بچے کے پیدا ہونے پر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ بچہ اذان کے کلمات کو سمجھ نہیں سکتا مگر اذان دینے والے کے خیالات وجذبات اس پر اثر انداز ہوئے ہوتے ہیں اور اس طرح ان پاکیزہ خیالات کا بیج بچہ کے لاشعور میں بویا جاتا ہوتا ہے جو مستقبل میں تن آور بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اسی طرح گو ننھے شیر خوار بچے کو شعوری طور پر یہ احساس تو نہیں ہو سکتا کہ میں دین کا مجاہد ہوں مگر والدین کی صدق نیت، خلوص اور مجاہدانہ خیالات اور اپنے بچہ کے لئے نیک دعائیں ضرور اس کے لاشعور میں ایک بیج کی طرح داخل ہو جاتی ہیں اور اگر مناسب تدابیر میسر ہوں اور بداثرات سے محفوظ رکھا جائے تو مستقبل میں یہ بیج ایک تن آور درخت بن سکتا ہے۔

لہٰذا بچوں کو مستقبل میں دین کا مجاہد بنانے کے لئے والدین یہ نسخہ بھی آزمائیں کہ اپنے ننھے شیر خوار بچوں کی طرف سے دعائیں کرتے ہوئے اور اپنے دلوں میں بچوں کے نیک اور متقی بننے کی تمنائیں پورا کرتے ہوئے ان کی طرف سے چندہ وقف جدید باقاعدگی سے ادا کریں۔ ہمارا رب رحیم وشکور ہے وہ ان کی اس صدق نیت کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور ان کے بچے انشاء اللہ احمدیت اور اسلام کے جانباز مجاہد ثابت ہوں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

ایک دفعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ مجھے قرآن کریم سے اس قدر عشق کیوں ہے، اس کے الفاظ وسطور محبوب کی زلفوں کی طرح میرے دل کو لبھاتی ہیں (مفہوماً) یہ اس لئے ہے کہ میں نے ماں کے پیٹ میں قرآن سنا تھا۔ میری ماں ان ایام میں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی تھی۔

پس اے جماعت مومنین مندرجہ بالا نسخہ ایک آزمودہ نسخہ ہے اپنے بچوں کو دینی جہاد میں شامل کرو۔ پہلے دن سے ہی تا اس دن سے لے کر ان کی زندگی کے آخری دن تک ان میں جذبہ جہاد ہمیشہ بیش از پیش ترقی کرتا رہے اور ان کی مجاہدانہ کوششوں سے اسلام اور احمدیت تمام دنیا کے دلوں پر اپنی حکومت قائم کرے۔ آمین ثم آمین ۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

ذکر الٰہی۔ تسبیح وتحمید

انصار احباب قرب الٰہی کے لئے مندرجہ ذیل امور کے لئے خاص طور پر کوشاں رہیں ۔ ا۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں ب۔ تہجد کی ادائیگی کے لئے کوشش کریں۔ ج۔ ذکر الٰہی سے ہر وقت اپنے دل کو معمور رکھیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک تسبیح وتحمید اور درود و استغفار پر تندہی سے کاربند رہیں۔ (قائد تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

محترم سید داؤد احمد صاحب
پرنسپل جامعہ احمدیہ کی وفات پر
مجلس عاملہ انصاراللہ مرکزیہ کی قرارداد تعزیت

اطاعت اور خدمت و فدائیت کے مثالی پیکر سید میر داؤد احمد صاحب اپنی کارناموں سے بھرپور ۴۹ سالہ زندگی گزار کر ۲۵ اپریل ۱۹۷۳ء کو مولائے حقیقی کے حضور جا حاضر ہوئے اناللہ وانا الیہ راجعون - آپ کی المناک وفات پر مجلس عاملہ انصاراللہ مرکزیہ نے جو قرارداد تعزیت منظور کی اس کا متن درج ذیل ہے :-

''ہم ممبران مجلس عاملہ انصاراللہ مرکزیہ مکرم و محترم میر سید داؤد احمد صاحب مرحوم و مغفور کی وفات کے المناک سانحہ پر اپنے قلبی ولیع و حزن اور جذبات تعزیت کا اظہار کرتے ہیں - مکرم میر صاحب مرحوم نے خدمت دین اور سلسلہ کی ذمہ داریاں سنبھالنے اور ان سے خوش اسلوبی سے عہدہ برا ہونے کے سلسلہ میں ایک نہایت اعلیٰ مثال قائم کی ہے - مجلس انصاراللہ کے مرکزی اجتماعات پر بھی آپ خاص طور پر خورد و نوش کے نگران کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے - مکرم میر صاحب مرحوم کی وفات ایک عظیم قومی صدمہ ہے ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ و جملہ ممبران خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالخصوص مکرم میر صاحب کے اہل و عیال و برادران اور ہمشیرگان کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جماعت کے نوجوانوں کو اس عظیم قومی خلا کو پر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میر صاحب مرحوم و مغفور کو اپنی بےشمار رحمتوں اور فضلوں کا مورد بنائے - آمین ثم آمین''

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا -